الدرس التاسع عشر
انیسواں درس

عدله ﷺ
آپ ﷺ سراپا عدل وانصاف

آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ سراپا عدل تھے، وہ اپنے رب سے بھی معاملہ انصاف سے کرتے، اور اپنی ذات کے ساتھ بھی انصاف کرتے، اپنی بیویوں سے بھی انصاف کرتے، دوسروں کے ساتھ معاملات میں بھی انصاف کرتے، خواہ فریق ثانی قریبی رشتہ دار ہو یا پرایا، ساتھی ہو یا دوست، موافق ہو یا مخالف، چاہے کوئی متکبر دشمن ہو، اس کے ساتھ بھی ہمیشہ انصاف سے پیش آتے، ایسا بھی ہوا کہ کچھ لوگوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی، یا کسی نے آپ کی شان میں گستاخی کی، آپ کبھی انصاف کا دامن نہیں چھوڑتے، چاہے آپ مقیم ہوں یا مسافر ہر شکل میں انصاف سے کام لیتے، وہ اپنے ساتھیوں پر بھی اپنی ذات کو نمایاں نہ کرتے تھے، بلکہ عدل وانصاف کو پسند فرماتے، ساتھیوں ہی کی طرح مشکلات اور تکلیفیں خود بھی برداشت کرتے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر، ہر تین آدمیوں کے حصے میں ایک اونٹ آیا، اس طرح ایک اونٹ میں حضرت ابو لبابہ و حضرت علی رضی اللہ عنہما اور آپ ﷺ تھے، جب نبی اکرم ﷺ کے چلنے کی باری آئی تو دونوں نے بیک زبان عرض کیا: "ہم پیدل چلتے ہیں اور آپ سوار رہیں"، تو آپ نے ارشاد فرمایا: "نہ تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقت ور ہو اور نہ ہی میں اجر سے بے نیاز ہوں"۔ [مسند احمد ۴۱۱/۱ح۳۹۰۱۔ حدیث حسن ہے]۔

- حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ لوگوں سے مذاق کرتے اور اُن کو ہنساتے تھے، آپ ﷺ نے اُن کے پہلو پر لکڑی چبھودی، حضرت اُسید نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف دی ہے، مجھے بدلہ لینے کا موقع دیجئے، آپ نے فرمایا: چلو بدلہ لے لو، اس نے کہا: آپ تو قمیص پہنے ہوئے ہیں اور میرے اوپر قمیص نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک اوپر اٹھادیا، اور حضرت اُسید آپ سے چمٹ گئے، اور آپ کی پسلی اور پہلو کے درمیان والی جگہ پر بوسے لینے لگے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! بس یہی میری مراد تھی کہ آپ کے جسم اطہر کا بوسہ لے لوں۔ [ابو داود ۵۲۲۴]۔

آپ ﷺ حدود الہی کو پامال کرنا برداشت نہ کرتے تھے، اور یہ وہ حدود ہیں جن کو اللہ تعالی نے اس لئے مقرر فرمایا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا جاسکے۔ خواہ غلطی کرنے والا آپ کا قریبی رشتہ دار ہو یا عزیز ترین دوست۔ ہوا یوں کہ مخزومی قبیلے کی ایک عورت نے چوری کرلی، مختلف لوگوں نے سزا ٹالنے کے لئے شفاعت کی حتی کہ آپ کے چہیتے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے بھی سفارش کی تو آپ نے شفاعت قبول نہیں کی، اور وہ مشہور جملہ ادا کیا جو آج بھی قانون اسلام کی روح ہے۔ فرمایا: "اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک ہوگئے کہ اگر اُن میں سے کوئی صاحب حیثیت چوری کرلیتا تو اُسے چھوڑدیتے، اور اگر کمزور چوری کرتا تو اُس پر قانون نافذ لاگو کردیتے، قسم بخدا! اگر { بالفرض } فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اُس کا ہاتھ کاٹ دیتا"۔ [بخاری ۳۴۷۵]۔